بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

107: باب 66-اللہ تعالیٰ کی عظمت اور رفعت شان کا بیان۔

[آیت(الزمر:67)،(بخاری:4811)،(مسلم:2786)،(مسلم:2788)،(تفسیر ابن جریر:32/24)،(تفسیر ابن جریر:4522)،(مسند أحمد:206/1،207)]

شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں"باب ما جاء في قول الله تعالى"(اللہ تعالیٰ کا فرمان)﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾(الزمر:67)"۔

یہ اس کتاب کا آخری باب ہے اس عظیم باب میں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بڑی پیاری بات بیان فرمائی ہے کہ دنیا میں جتنی بھی نافرمانیاں ہورہی ہیں اور سب سے بڑی نافرمانی شرک جو اس دنیا میں آیا ہے اس کی بنیادی وجہ ایک ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی قدر کو نہ جاننا۔جو اللہ تعالیٰ کی قدر کو نہیں جانتے بے قدرے لوگ ہیں اللہ تعالیٰ کی قدر سے نا واقف ہیں وہی لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں اور شرک جیسی بڑی بدترین نافرمانی اس کائنات میں جو آئی ہے﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾(اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں جانی)۔

اللہ تعالیٰ کی قدر کیا ہے،اللہ تعالیٰ کی قدر کیسے ہونی چاہیے اس چیز کے متعلق شیخ صاحب رحمہ اللہ نے یہ باب باندھا ہے لیکن اس سے پہلے کہ میں دلائل یہاں سے بیان کروں شیخ صاحب کے ان اقوال کو اللہ تعالیٰ کی قدر اللہ تعالیٰ کی عظمت، اللہ تعالیٰ کیا ہے، یہ تب معلوم ہوگا جب ہم اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت میرے بھائیو بغیر علم کے ہوتی نہیں ہے،اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾(کہ اللہ تعالیٰ سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں)۔کون سے علماء؟ وہ علماء جو اللہ تعالیٰ کی معرفت جانتے ہیں۔

علماء تو بہت ہیں دنیا میں، سائنٹسٹ بھی تو علماء ہیں،ڈاکٹر بھی علماء ہیں، انجینئر بھی علماء ہیں، عربی زبان یا دیگر زبانوں کے جاننے والے بھی علماء ہیں، یہ علماء اگر اپنے علم کو یا اپنے علم کے اندر اللہ تعالیٰ کی عظمت کو شامل نہ کریں تو یہ علم ان کے لیے باعث ہلاکت ہوجاتا ہے کیونکہ جتنی بھی چیزیں موجود ہیں جتنی بھی ایجادات ہورہی ہیں، جتنی بھی علم میں ترقی اور بلندی ہورہی ہے یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے بس اللہ تعالیٰ اگر انسان سے عقل کی نعمت چھین لیتا تو علم تو دور کی

بات ہے ،سائنس دور کی بات ہے میڈیسن اورانجینئرنگ تو دور کی بات ہے وہ اپنے جسم سے گندگی صاف نہ کر سکتا! دیکھے ہیں پاگل خانوں میں لوگ کیسے پڑے ہوتے ہیں! بلکہ اپنے نفس کو تکلیف دینے سے نہ بچا سکتا ہے۔

کیوں ہاتھ باندھے ہوتے ہیں پاگلوں کے؟ چھری اٹھا کر اپنے آپ کو مارنا شروع کر دیتے ہیں کوئی نوکیلی چیز اٹھا کر اپنے آپ کو مارتے ہیں یا ساتھ والوں کو مارنا شروع کر دیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے ایک نعمت کو چھین لیا اور وہ ہے عقل کی نعمت کو۔

پھر علم کی نعمت بہت بڑی نعمت ہے اور بنیادی علم کوئی بھی علم ہو اپنے بچوں کو تعلیم دینا چاہتے ہیں آپ ڈاکٹر بنائیں ،انجینئر بنائیں جو بنانا چاہتے ہیں یاد رکھیں سب سے پہلے ان کے دل کے اندر اللہ تعالیٰ کی عظمت اللہ تعالیٰ کی معرفت پیدا کریں کہ کس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔بیٹا تم پڑھنے جا رہے ہو تم پڑھو لیکن یاد رکھو اپنے ربّ کو سب سے پہلے پہچانو کیا ہے، ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾(الاخلاص:1) کیا ہے۔

بچوں سے اے بی سی (ABC) تو ہم بڑے پیار سے پوچھتے ہیں اور وہ فر فر بتاتا ہے، جو بچہ اے بی سی نہ پڑھے نا تین سال کی عمر میں اس کی تو خیر نہیں ہے نا! اس کی نہیں اس کے والدین کی بھی خیر نہیں ہے کہ تم کیسے ماں باپ ہو بچے تمہارے کو اے بی سی نہیں آتی؟! ارے بچوں کو ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ نہیں آتا تو کوئی حرج نہیں ہے ارے بڑا ہو گا تو سیکھ لے گا نا ابھی اس کو اے بی سی کی ضرورت ہے بڑا ہو گا تب سیکھ لے گا نا! جب بڑا ہو گا سیکھے گا کیا سیکھے گا ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ بعض لوگوں کو پڑھنا نہیں آتی سیکھے گا کیا؟!

انگلش تو فر فر بولتے ہیں لیکن سورۃ الاخلاص ان کو پڑھنا نہیں آتی کتنی عجب بات ہے! کیا منہ دکھائیں گے اللہ تعالیٰ کو قیامت کے دن؟! اللہ تعالیٰ نے کتنی نعمتوں سے نوازا ہے واللہ سراپا نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کے احسان میں ڈوبے ہوئے ہیں سب کچھ آتا ہے دنیا میں جو نہیں آنا چاہیے تھا وہ بھی آتا ہے اگر نہیں آتا تو ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ نہیں آتا! میرے بھائی بچوں کو جانتے ہیں آپ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ میں کیا معرفت دے رہے ہیں بچے کے دل کے اندر؟

اللہ تعالیٰ ایک ہے واحد ہے، توحید کا سبق سب سے پہلے ہے ﴿اَللّٰهُ الصَّمَدُ﴾ (اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے)۔ پوری کائنات ،میں اور تُو یہ پورے کی پورے یہ چاند یہ تارے، یہ دنیا یہ زمین یہ آسمان، یہ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں ہے۔بچے کے دل میں کیا آپ بیج بو رہے ہیں پتہ ہے آپ کو؟ کیا محسوس کرتا ہے بچہ؟

کہ ارے اتنا بڑا عظیم ربّ ہے یہ اللہ اتنی بڑی ذات ہے! یہ سورج جو ہم باہر نکلتے ہیں نا جلا دیتا ہے گرمی محسوس ہوتی ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے! ہاں یہ بھی محتاج ہے اللہ تعالیٰ کا۔

ارے چاند روشن ہوتا ہے رات کی تاریکی کو روشن کر دیتا ہے اس کی روشنی بھی یعنی چاند کی روشنی چاند روشن ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے یہ روشنی جب چھین لیتا ہے تو کیا حالت ہوتی ہے چاند کی ہم کیا دیکھتے ہیں کیا نظر آتا ہے ہمیں؟! جب سورج سے روشنی چھین لیتا ہے گرہن لگ جاتا ہے اس وقت کیا ہوتا ہے؟

اس لیے دیکھیں بچوں میں بار بار گرہن لگا تو بچوں کو بتاؤ کہ بیٹا دیکھو اسے کہتے ہیں گرہن، یہ جو نماز پڑھی جا رہی ہے یہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہم نماز پڑھتے ہیں یہ اس لیے پڑھتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے کہیں اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض تو نہیں ہے! یہ جب سورج کو اللہ تعالیٰ پکڑ سکتا ہے (جو سائنس پڑھتے ہیں نا ہمارے بچے جو زمین سے پتہ نہیں کتنے Million of times بڑا ہے جس کی گرمی اتنی ہے، زمین ایک انچ قریب ہو جائے تو کوئلہ بن جاتی ہے ایک انچ دور ہو جائے تو برف کا گولا بن جاتی ہے جب یہ پڑھا ہے تو یہ بھی معنی بچے کے دل میں رکھیں) کہ اللہ تعالیٰ اتنا عظیم ہے یہ بڑا عظیم سورج جو ہے اس کو بھی پکڑ لیتا ہے تو پھر بیٹا میں اور تو کیا ہے وہ مجھے بھی تو پکڑ سکتا ہے، ٹھیک ہے بیٹا تم مجھ سے تو جھوٹ بول سکتے ہو وہ ربّ کریم تو جانتا ہے ناوہ ہر چیز جانتا ہے ﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ﴾(غافر:19) آنکھوں کی خیانت بھی جانتا ہے اور جو سینے میں چھپا کر رکھا ہے وہ بھی جانتا ہے، بیٹا میں تو نہیں جان سکتا۔ وہ الصمد ہے وہ بے نیاز ہے اور یاد رکھو کیونکہ وہ واحد ہے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ہے تو دوسرا بے نیاز ہے ہی نہیں۔ دوسرا الصمد ہو سکتا ہے؟ تو نبی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا، ولی بھی نہیں ہو سکتا، فرشتہ بھی نہیں ہو سکتا کوئی بھی نہیں ہو سکتا اس لیے تمہارے ذہن میں یہ بات کبھی نہ آئے کہ نبی بھی دیتا ہے نبی بھی مشکل کشا ہے، ولی بھی حاجت روا ہے، ہرگز نہیں!

یہ معرفت ہے اللہ تعالیٰ کی ایک چھوٹی سی سورۃ میں جو ہم سب پڑھتے ہیں اور نماز میں یہی پڑھتے ہیں کیونکہ یہی ہمیں آتی ہے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ﴾(الاخلاص:1-3)۔

بیٹا دیکھو میں تمہارا باپ ہوں تم میرے بیٹے ہو، میرا بھی باپ ہے تمہارا دادا میں اس کا بیٹا ہوں، مخلوق ایسی ہے سارے باپ اور بیٹے ہیں ایک دوسرے کے جو اللہ ہے اس کا نہ کوئی باپ ہے اور نہ کوئی بیٹا ہے بچے کے دل میں کیا بات بیٹھے

گی؟ایسی ذات کوئی ہوسکتی ہے کبھی! کیونکہ جب اسماء والصفات کی بات آئے گی ناتو کبھی مثلیت اس کے ذہن میں آئے گی نہیں، کبھی اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرے گا ہی نہیں۔

کیوں؟ کیونکہ آپ نے اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی قدر ڈال رہے ہیں ایک بیج آپ اس کے دل میں ڈال رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدر کیا ہے اس لیے ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ جب پڑھے گا قرآن مجید میں تو دل ایسے ملے گا اس کا کہ ارے دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں جانتے!

آج ہمارے دل کیوں نہیں دھڑکتے پتہ ہے؟ یہ آیت پڑھتے ہیں ہمارے دل کیوں نہیں دھڑکتے؟

ہمیں کیا پتہ اللہ کی قدر ہوتی کیا ہے! جب بچپن سے بچہ بڑھا ہے اس کے خون کے ایک ایک قطرے میں اللہ تعالیٰ کی قدر و قیمت ہو گی تو وہ بچہ جب ایسی آیت پڑھے گا ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ ارے دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں کرتے!

یہ کب؟ جب اللہ کی معرفت اس کے دل میں ڈالی ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾(الاخلاص:4)(اور اس جیسا کوئی ہو ہی نہیں سکتا)۔ میں تمہارا باپ ہوں میں بھی نہیں ہوں، میں حقیر مسکین فقیر تمہاری طرح ہوں ہم سب محتاج ہیں۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کی آپ بار بار مدح کرتے ہیں ذکر خیر کرتے ہیں درود بھیجتے ہیں وہ بھی نہیں ہیں، سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام عظیم مخلوق ہے چھ سوپر ہیں آسمان کو ڈھانپ لیتا ہے، جب ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا ہے وہ بھی نہیں ہے ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ اس جیسی کوئی ذات ہے ہی نہیں میرے بیٹے۔

ایک سورۃ اپنے بچے کو نہیں سکھا سکتے ایک چھوٹی سی سورۃ!

آج اس سورۃ کو اپنے بچے کے دل کے اندر بو کر دیکھو واللہ اس کے جو فروٹ دیکھیں گے آپ زندگی میں، اس کے جو ثمرات دیکھیں گے آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ یہ آپ اپنے بچے کے لیے نہیں کر رہے یہ آپ اپنے لیے بھی کر رہے ہیں کیونکہ جس بچے کے دل کے اندر اللہ تعالیٰ کی معرفت جگہ کر جاتی ہے اللہ تعالیٰ کا ڈر پیدا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے امید جاگ جاتی ہے وہ اپنے والدین کا سب سے بڑا فرمانبردار ہوتا ہے۔

آج کافی سوال آتے ہیں کوئی کہتا ہے بچے نے گھر سے نکال دیا ہے، کوئی کہتا ہے بچے نے ہاتھ اُٹھایا ہے، کوئی کہتا ہے بیٹے نے یوں کیا ہے، کیوں؟! اللہ تعالیٰ کا ڈر جس کے دل میں نہ ہو، جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتا جسے شرم نہیں آتی تو

پھر اس سے آپ کیا توقع کر سکتے ہیں کہ کیا کرے گا وہ پھولوں کے ہار پہنائے گا! جیسا کہ بچپن میں آپ نے اپنے بچے کے دل کے اندر اللہ تعالیٰ کی معرفت کا بیج نہیں بویا آج یہ بُرے دن آپ کو دیکھنے کے لیے ملے ہیں!

اور ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے والدین کے آگے تک نہیں چلتے (والد جب چلتا ہے تو آگے نہیں چلتے) وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے والد کا حق ہے، جو روزانہ جا کر صبح و شام اپنے والد کے سر پر بوسہ دیتے ہیں ہاتھ پر بوسہ دیتے ہیں، جو اپنے والدین کی چھوٹی سے چھوٹی بات کو بڑی سے بڑی بات سمجھتے ہیں جو اپنے والدین کی قدر کرتے ہیں۔

کیوں؟ کیونکہ یہ بیٹا جانتا ہے کہ والدین کی نافرمانی والدین کی ناراضگی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بنتی ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا باعث بنتی ہے اور میں اپنے ربّ کو اگر ناراض کر کے اس دنیا سے گیا تو کیا منہ دکھاؤں گا اپنے ربّ کو!

ہاں بعض لوگ ایسے لوگ بھی ہیں جو دنیاداری کے لیے ہی اپنے والدین کی قدر کرتے ہیں۔ یہ کافی لمبے عرصے تک نہیں چلے گا یاد رکھیں ایک وقت آئے گا جب لوگوں کی نظریں ادھر اُدھر جائیں گی نا تو نافرمانی ہو ہی جاتی ہے، لوگ تو باہر ہی دیکھتے ہیں آپ کو یا جب گھر میں آ کر دیکھتے ہیں لیکن ایک ہی ذات ہے جو رات کی تاریکی میں بھی دیکھتا ہے۔

اس لیے وہ بندہ جو دودھ کے پیالے کو اپنے ہاتھ میں اٹھا کر ساری رات کھڑا رہا! اس کا ایک معمول تھا جب بھی گھر میں آتا تھا جو کماتا تھا کھانے پینے کے لیے تو اس کی ایک اچھی سی عادت تھی اپنے والدین کو یہی عادت ڈالی تھی اس نے کہ دودھ پلا کر اپنے والدین کو سلاتا تھا۔ اس کے بیوی بچے بھی تھے اس کی بیوی نہیں جاتی تھی دودھ دینے کے لیے نہیں وہ خود جاتا تھا۔ ایک دن ذرا دیر سے پہنچا دودھ کا پیالا ہاتھ میں ہے والدین سوئے ہوئے ہیں اب سوچنے پر مجبور ہو گیا کیا کروں! سو گئے ہیں اگر واپس جاتا ہوں میری آنکھ لگ جائے گی تو میں کیا کروں گا اگر رات کو دودھ کی ضرورت پڑی ایسا وقت آئے گا میرے والدین کی زندگی میں کہ ایک مرتبہ دودھ کی ضرورت پڑی اور میں نے ان کو نہیں دیا میں اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گا تو ٹھیک ہے یہیں پر کھڑا رہتا ہوں۔ وہ کھڑا رہا دودھ کا پیالا ہاتھ میں ہے اس کے بچے چھوٹے چھوٹے بچے آ کر اپنے باپ کا دامن پکڑتے ہیں اور کہتے ہیں ہم بھوکے ہیں ہمیں دودھ دو، اور وہ کھڑا ہے کہتا ہے نہیں بچو۔ بیوی سے کہتا ہے ان کو لے جاؤ شور کر رہے ہیں میرے والدین جاگ جائیں گے۔ والدین کی آنکھ کھلی صبح بیٹا کھڑا ہے ان کو دودھ پلاتا ہے وہ دودھ پی لیتے ہیں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

ایسے بیٹے کبھی دیکھے ہیں آپ نے! آپ کو پتہ ہے ایک ایسا عمل ہے جو پہاڑوں کو ہلا دیتا ہے یہ عام عمل نہیں ہے، یہ صحیح بخاری کی روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ قصہ بیان کرتے ہیں اُن تین لوگوں کو قصہ جب ایک سفر میں جا

رہے تھے کہ شدید بارش اور طوفان آیا ایک غار میں جا کر پناہ لی اور پھر غار کے منہ کے سامنے جو ہے ایک چٹان آکر گری اور اس کا راستہ بندھ ہو گیا اب ہلاکت سامنے ہے کیا کر سکتے ہیں ! اللہ تعالیٰ نے دیکھیں یہ اعمال صالحہ یہ پیارے اعمال جو ہیں اللہ تعالیٰ کو اتنے پسند ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں الہام دیا کہ یوں سوچو۔

یہ سوچ کہاں سے آئی پہلی بات تو یہ ہے؟ کہنا تو دور کی بات ہے نا یہ سوچ کہاں سے آئی؟ اللہ تعالیٰ نے یہ سوچ دی سب سے پہلے کہ جو بھی نیک عمل کیے ہیں ان اعمال کو اللہ تعالیٰ کے ہاں وسیلہ بناؤ اللہ تعالیٰ کی قدر یہ ہوتی ہے کہ اس مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔ یہ جب بازوؤں کے زور کی جو طاقت ہے (بازوؤں کی طاقت بازوؤں کا زور) جب جواب دے دے تو پھر ایک چیز ہمیشہ ساتھ رہتی ہے جو کبھی جواب نہیں دیتی وہ اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہے اپنے پیارے بندوں کو۔ تو ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا ہم جو بھی نیک اعمال کر چکے ہیں ان کا ذکر کے ان اعمال کو وسیلہ بناتے ہیں اللہ تعالیٰ رحم ضرور فرمائے گا۔ دیکھیں ایمان دیکھیں !

تو ان تینوں میں سے ایک شخص نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ ! اگر میرا یہ عمل تیرے لیے خالص تھا (دیکھیں خلوص دیکھیں) اور تو نے اس عمل کو پسند کیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما، اور وہ چٹان ہل گئی۔ چٹان جو تین مرد نہ ہلا سکے ایک عمل نے اسے ہلا کر رکھ دیا یہ قدر ہے والدین کی۔ یہ کب والدین کی قدر ہوئی؟ جب اللہ تعالیٰ کی قدر کو جانا ہے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت سب سے پہلے ہے۔

معرفت کیسے حاصل ہو گی؟ اللہ تعالیٰ کے علم سے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا علم سب سے پہلے ہے اور اسماء والصفات اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ کی جو شرح ہے اور اسماء الحسنیٰ کے جو معنی ہیں جب آپ وہ پڑھتے ہیں نا تب پتہ چلتا ہے اللہ تعالیٰ کی قدر کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی نزدیکی تب آپ دل سے محسوس کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کی معرفت آپ کے دل میں آتی ہے۔

تو آیئے دیکھتے ہیں کہ شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب کے اندر کون سی آیات اور احادیث بیان کی ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"قول اللہ تعالی ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ (الزمر:67)"۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں کی جس طریقے سے اللہ تعالیٰ کی قدر کرنے کا حق ہے، قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں

ہو گی اور سارے آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے شرک سے پاک اور بلند ہے)۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ہمیں خبر دیتے ہیں کہ دنیا میں بعض ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں جانتے۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور جب مانتے ہیں تو کوئی نہ کوئی قدر تو ہو گی نا لیکن جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی قدر کرنے کا حق ہے اس حق کو ادا نہیں کیا اور یہ لوگ ہیں مشرک جو تھوڑی سی قدر جانتے تھے وہ بھی ضائع ہو گئی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صحیح قدر حق قدرہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید، شرک کرنے والا کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں کرتا جو تھوڑی سی اس کے دل میں عظمت اور قدر ہے وہ بھی ضائع ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کیا ہے کیا قدر ہے اللہ تعالیٰ کی؟ ﴿وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ﴾ اللہ تعالیٰ کی مٹھی میں ہے ساری کی ساری زمین، سمندروں کی گہرائی سے لے کر پہاڑوں کی چوٹی تک جو کچھ بھی اس زمین میں ہے اللہ تعالیٰ کی مٹھی میں ہے ﴿وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ قیامت کے دن یہ ساری کی ساری زمین اللہ تعالیٰ کی مٹھی میں ہو گی۔

﴿وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ﴾ اور آسمان اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ کیسے لپٹے ہوئے؟ جیسے سجل ایک آدمی السجل للکتب۔ اس زمانے میں جو پیپر ہوتے تھے ایسے فولڈ نہیں ہوتے تھے جیسے ہم نے یہ فولڈ کیا ہے، مطویات ''طوی'' کہتے ہیں اس طریقے سے، یہ مطویۃ یہ بھی ہے ویسے مطویۃ کہتے ہیں لیکن طوی کہتے ہیں اس زمانے میں جیسے کہ خط بھیجتے تھے اسے طوی کہتے ہیں اس طریقے سے جو موڑ دیتے تھے یہ اسے طوی کہتے ہیں۔ ارے آسمان ایسے لپٹے ہوئے ہوں گے! ایک آسمان نہیں ﴿السَّمٰوٰتُ﴾ سات آسمان لپٹے ہوئے ہوں گے۔

آپ دیکھتے ہیں تصور کر سکتے ہیں کہ کتنا عظیم ہے وہ ربّ جل شانہ کہ سات آسمان (ایک روایت میں بتاؤں گا کہ سات آسمان کی نوعیت یہ ہے، حقیقت کیا ہے سات آسمان ہیں کیسے) اللہ تعالیٰ کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔

﴿سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى﴾ (سبحانہ و تعالیٰ پاک ہے وہ عظیم ربّ) ﴿عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ (ہر شرک سے جو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرتے ہیں)۔

تصور کر سکتا ہے کوئی شخص کہ مشرکین شرک کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدر کا دعویٰ بھی کرتے ہیں لیکن حق قدرہ نہیں جانتے ہیں! تو حق قدرہ بہت ضروری ہے۔

اس آیت میں جو اہم پیغام ہیں :

1۔ مشرک اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا بے قدرا ہے۔

2۔اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور تنزیہ دونوں واجب ہیں۔

تنزیہ کہتے ہیں تسبیح یعنی اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے، جیسے تعظیم واجب ہے ویسے تنزیہ بھی واجب ہے اللہ تعالیٰ کی، فرض ہے۔

3۔اللہ تعالیٰ کی قدر کرنے کا دعویٰ اور قدر کرنے کا حق ادا کرنے میں زمین آسمان کا فرق ہے، دعویٰ کرنے والے بہت ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی قدر کرتے ہیں لیکن حق قدرہ اور دعوے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"عن ابن مسعود رضي الله عنه قال" (سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) "جاء حبر من الأحبَار إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم" (کہ یہودیوں کا ایک عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا) "فقال: يا محمد!" (اس یہودی عالم نے یہ کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)) "إنَّا نجد أنّ الله" (ہم اپنی تورات میں یہ دیکھتے ہیں یہ پاتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ) "يجعل السّموات على إصبع" (آسمانوں کو ایک انگلی پر اٹھائے گا) "والأرضين على إصبع" (اور زمینوں کو ایک انگلی پر) "والشَّجر على إصبع" (اور درختوں کو ایک انگلی پر) "والثَّرى على إصبع" (اور گیلی مٹی کو ایک انگلی پر) "وسائر الخلق على إصبع" (اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر) "فيقول" (پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا) "أَنَا المَلِكُ" (میں بادشاہ ہوں میں مالک ہوں) "فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے "ضحک") "حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ" (یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانت مبارک جو ہیں وہ بھی نظر آئے (نواجذ نوکیلے دانت کو کہتے ہیں)) "تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الحَبْرِ" (اس عالم کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے اور مسکرائے) "ثُمَّ قَرَأَ" (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرانے کے بعد یہ آیت پڑھی) ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِۦ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُۥ يَوْمَ الْقِيَـٰمَةِ﴾ آخر تک۔ پھر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھ کر سنائی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے قدر کرنے کا وہ قدر نہیں کی۔

اور آگے ''وفي رواية لمسلم'' (اور مسلم کی روایت میں) ''والجبالَ والشجرَ عَلَى إِصبعٍ ،ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ'' (اور پہاڑ اور درخت ایک انگلی پر پھر ان کو اللہ تعالیٰ ہلائے گا) ''فَيَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ،أنا الله'' (میں بادشاہ ہوں میں ملک ہوں میں اللہ ہوں)۔ ''وفي رواية للبخاري'' (اور صحیح بخاری کی دوسری روایت میں) ''يَجْعَلُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ، وَسَائِرَ الخَلْقِ عَلَى إِصْبَعٍ'' (کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر اور پانی اور گیلی مٹی کو ایک انگلی پر اور ساری کائنات کو ساری خلق کو ایک انگلی پر)۔ اور یہ روایت صحیح بخاری، مسلم کی روایت ہے۔

اس حدیث میں ایک بڑا پیارا قصہ ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں یہ قصہ سناتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک یہودی آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور یہودیوں میں سے جو اکثر یہودی ہیں وہ عالم یہودی ہیں علم رکھتے ہیں اور ان کے جو سب سے بڑے ہیں ان کے احبار ہوتے ہیں۔

حِبر کہتے ہیں سیاہی کو، حِبر سیاہی کو کہتے ہیں عربی زبان میں اور عالم کو حِبر اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی بات سیاہی کی طرح بااثر ہوتی ہے جیسے کہ ایک پیپر پر سیاہی اثر ہوتا ہے ویسے ہی عالم کا عوام میں اثر ہوتا ہے۔

توجب یہ شخص آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک خبر دینے کے لیے آیا کہ آپ ہمیں بُرا بھلا کہتے ہیں ہم یہودی ہیں دیکھو ہماری کتاب کے اندر اللہ تعالیٰ کی کیا عظمت ہے کیا قدر ہے، تو اللہ تعالیٰ کی قدر بیان کر رہا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تاکہ سننے والے صحابہ بھی جان لیں کہ ہم بُرے نہیں ہیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا، دیکھیں حسن انصات اور یہ ادب ہے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سکھا رہے ہیں کہ کس طریقے سے بات سنی جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی بات کو بالکل نہیں ٹوکا پوری بات سنی پھر اپنا جواب دیا اور جواب کس انداز میں دیا ذرا غور کریں۔

اس حِبر نے کہا کہ ہم اپنی تورات میں یہ پڑھتے ہیں (تورات کا اس لیے ذکر کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے یہ تو مسلمان بھی مانتے ہیں)۔ اچھا کیا پاتے ہیں اس کے اندر کیا ہے تورات کے اندر؟ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر اٹھائے گا۔ آسمان جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی انگلی پر ہیں!

ایک آیت میں ابھی آیا ہے کہ دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہیں اور اس حدیث میں آیا کہ ایک انگلی پر، تو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے یہ بھی وحی ہے وہ بھی وحی ہے ایک وقت ایسا ہو گا کہ سب لپٹے ہوئے ہوں گے اور ایک وقت ایسا ہو گا کہ ایک انگلی پر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے لیے کیا بعید ہے یہ کوئی contradiction نہیں ہے یاد رکھیں کیونکہ قرآن مجید میں ہم دیکھتے

ہیں بعض اوقات ایک آیت میں آتا ہے کہ قیامت کے دن سارے خاموش ہوں گے سناٹا ہوگا کوئی بات نہیں کرتا ہوگا ،حرکت کوئی نہیں کرتا ہوگا،اور دوسری آیت میں آتا ہے کہ ﴿يَوۡمَ يَفِرُّ ٱلۡمَرۡءُ مِنۡ أَخِيهِ﴾(عبس:34)(کہ اپنے بھائی سے بھاگ جائے گا دوڑ جائے گا)۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ contradiction ہے قرآن مجید میں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مختلف مرحلے ہیں ایک مرحلے میں انسان خاموش ہوگا﴿خَٰشِعَةً أَبۡصَٰرُهُمۡ تَرۡهَقُهُمۡ ذِلَّةٌ﴾(القلم:43)۔﴿خَٰشِعَةً أَبۡصَٰرُهُمۡ﴾ کہ آسمان کی طرف دیکھ رہے ہوں گے اور کچھ بھی نہیں،اور ایک مرحلہ ایسا ہے کہ بھگدڑ کا مرحلہ ہوگا اور اس میں بات بھی کریں گے،پھر بات آتی ہے شفاعت کی اس کے لیے لوگ بات کریں گے۔تو یہ مختلف مراحل ہیں یہ کوئی تعارض نہیں ہے یاد رکھیں کیونکہ جمع ممکن ہے اس میں۔

تو آسمان ایک انگلی پر،زمین ایک انگلی پر،اور غور کریں"الأرضين"اُرض ایک نہیں بلکہ سات زمینیں(یہ زمین جو ہے اس کی سات تہیں ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے)۔

"والشَّجر على إصبع"اور یہ درخت جتنے بھی ہیں زمین کے اوپر ایک انگلی پر۔

"والثَّرى"گیلی مٹی ایک انگلی پر۔

"وسائر الخلق"اور ساری مخلوق جو ہے وہ ایک انگلی پر۔

اس کا مطلب ہے پانچ انگلیاں ہیں؟نہیں،ایک ایک انگلی ہے۔انگلیاں کتنی ہے پانچ ہیں حدیث میں ذکر نہیں ہے۔انگلی ہے؟جی ہاں انگلیاں ہیں کتنی ہیں اللہ اُعلم،تو اس چیز کو ذرا یاد رکھیں۔

اس لیے دیکھیں بعض روایت میں تین کا ذکر آیا ہے صحیح بخاری کی کہ آسمان ایک انگلی پر،پانی اور گیلی مٹی ایک انگلی پر،اور پوری کائنات ایک انگلی پر،یہاں پر تین آ گئیں۔کہ تین انگلیاں ہیں،پانچ ہیں،یا چھ ہیں،سات دس ہیں کتنی ہیں اللہ اُعلم ۔انگلی کی صفت اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے کتنی ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بیان نہیں کیا،کیسی ہے ہم نہیں جانتے کیسی ہے،اس لیے اس حدیث میں ہی تشبیہ اور تمثیل کی نفی ہوگئی،تکیف سب کی نفی ہوگئی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا،دوسری روایت میں"يَهُزُّهُنَّ"(ایسے ہلائے گا اللہ تعالیٰ اور فرمائے گا)"أَنَا الْمَلِكُ"(میں بادشاہ ہوں)"فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وآلِهِ وَسَلَّمَ"(نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہنسی آئی(کیوں ہنسی آئی؟))"حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ"(یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نوکیلے دانت نظر آئے)۔اس کا جواب خود سیدنا عبداللہ

بن مسعود رضی اللہ عنہ دیتے ہیں" تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الْحَبْرِ "(کہ اس یہودی عالم کے قول کی تصدیق کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہنسی آگئی)۔

یہ ہنسی ہوتی ہے تعجب والی ہنسی پتہ ہے آپ کو ! بعض اوقات آپ مسکراتے ہیں تعجب کی وجہ سے ، بعض اوقات مسکراتے ہیں غصے کی وجہ سے ، بعض وقت آپ مسکراتے ہیں خوشی کی وجہ سے ، تو مسکرانا ہمیشہ خوشی کے لیے نہیں ہوتا مسکرانا تعجب کے لیے بھی ہوتا ہے اور غصے کے لیے بھی ہوتا بعض اوقات۔

تو یہاں پر تعجب ہے تعجب کی دلیل کیا ہے ؟ آگے جو اللہ تعالیٰ کا فرمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلاوت فرماتے ہیں ﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾۔ یہ یہودی یہ تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کتنا عظیم ہے کیا قدر ہے اللہ تعالیٰ کی لیکن یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کی قدر کرنے کا حق کیا ہے اس لیے یہ قدر بھی اس کے کام نہیں آئے گی کیونکہ وہ یہودی ہے۔

یہ کیسی قدر ہے عزیر (علیہ الصلاۃ والسلام) اللہ کا بیٹا ہے ! ﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨابْنُ اللّٰهِ﴾(التوبہ:30)، اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اللہ کا بیٹا بنانا ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ کیوں بھول گئے ہو کوئی اُس جیسا نہیں ہے ؟ ! ﴿لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ﴾ کوئی بیٹا نہیں اُس کا یہ کیوں بھول گئے ہو ؟ ! یہ کون سی قدر ہے اس لیے اس قدر کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے تم بے قدرے ہو یہ تعجب کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہاں پر ہنسی آئی۔

یہاں پر اُشاعرہ کیا جواب دیتے ہیں ؟ یہ اللہ تعالیٰ کی انگلی کی نفی کرتے ہیں وہ کہتے ہیں اُشاعرہ، ماترید یہ اور جتنے بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کے منکر ہیں کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہنسنا جو ہے یہ دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہیں وہ اس یہودی کا مذاق اڑا کر ہنسے کہ مذاق اڑا رہے تھے اس یہودی کا کہ کتنی غلط بات کر رہا ہے۔

عجب بات ہے عجب ! دیکھیں ایک باطل عقیدہ تو اپنا لیا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی انگلی کا انکار کر دیا اور پھر اس باطل بات کو ثابت کرنے کے لیے روایات میں اپنی مرضی سے تاویلیں پیش کی ہیں !

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کسی عالم کا مذاق اڑاتے پہلی تو بات یہ ہے ؟ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق ہے مذاق اڑانا کسی کا ؟ دیکھیں بات کرنے سے پہلے سوچنا تو چاہیے نا کہ آپ کس کی شان میں کیا بات کرنے جا رہے ہیں !

بات تو کہہ دی اپنے باطل عقیدے کو ثابت کرنے کے لیے اب ذرا غور تو کریں کیا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم کا مذاق اڑاتے ہیں اور وہ بھی صحابہ کرام کے سامنے ! پہلی تو بات یہ بالکل غلط ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس بات کی تصدیق خود صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حدیث کے راوی کر رہے ہیں "تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الْحَبْرِ" اس کی خبر کی تصدیق کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہنسی آئی۔ تو کس کی بات ہم مانیں وہ جو صدیوں بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میں آنے والے لوگ ہیں یا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں عظیم صحابی ہیں جو اس قصے واقعے میں شامل بھی ہیں اور روایت بھی پیش کر رہے ہیں کیا خیال ہے؟! یعنی کوئی تناسب ہے! بھئی تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرنا ہے تم جانو تمہارا ربّ جانے لیکن حقائق کو کیوں موڑ توڑ کر بیان کرتے ہو؟! اسے کہتے ہیں علمی خیانت۔

اس حدیث میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ کی انگلی کی صفت کا ثبوت جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے پہلی بات تو یہ جان لیں، کتنی ہیں، کیسی ہیں، اللہ أعلم۔ معنی کی نفی نہیں کرتے ہم معنی کی تفویض نہیں کرتے، تفویض کرتے ہیں کیفیت کی کہ کیسی ہیں اللہ أعلم، کتنی ہیں اللہ أعلم۔

2۔ یہودی بھی اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کی صفت کا اقرار کرتے ہیں، عجب بات ہے!

دیکھیں یہودی نے نہیں کہا یہودی بُرے لوگ ہیں لیکن ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی صفت جو ثابت ہے تورات میں اس کا اقرار کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی شایان شان ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرتے ہیں وہ یہودیوں سے بھی گئے گزرے ہیں اس جزیئے میں کہ جو یہودیوں کو سمجھ آیا وہ اُن کی سمجھ نہیں آرہا!

3۔ اللہ تعالیٰ کی صفت عظمت کا بیان کہ عظیم ہے اللہ تعالیٰ۔

4۔ کسی وجہ کے لیے مسکرانا ادب کے منافی نہیں ہے (کسی وجہ کے لیے مسکرانا، ہنسنا ادب کے منافی نہیں ہے)، کوئی بات ہو رہی ہے آپ ہنستے ہیں اس کی وجہ بھی ہے کوئی وہ ادب کی منافی نہیں ہے کہ یہ یہاں پر بے ادبی ہوئی ہے، ہر گز نہیں! ہاں اگر بغیر وجہ کے ہنسنا ہے تب تو مشکل ہے نا۔

بعض اوقات لوگوں کو بعض باتیں یاد آجاتی ہیں بے چارے وہ کنٹرول نہیں کر سکتے ہنس پڑتے ہیں لیکن واقعی محفل کے ادب کے منافی ضرور ہے اس لیے بعض اوقات اگر آپ کو ہنسی آئے بتا دیا کریں میں کیوں ہنس رہا ہوں اگر بتانا مناسب ہو تو۔

5۔ حق کو قبول کرنا فرض ہے چاہے جہاں سے بھی ہو۔

اب یہودی نے بات کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول کیا کہ نہیں کیا، یہ نہیں فرمایا کہ نہیں ہم نہیں مانتے اللہ کی کوئی انگلی ہے ہی نہیں کیسی بات تم کرتے ہو بلکہ اقرار کیا کیونکہ حق تھا۔

6۔اللہ تعالیٰ کے دوناموں کا ثبوت کہ اللہ اور الملک اللہ تعالیٰ کے نام ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے اور ان دونوں ناموں میں دوصفات بھی ہیں صفۃ الملک اور صفۃ الالوھیۃ(عبادت کی صفت)۔

7۔اللہ تعالیٰ کے لیے صفت قول کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کلام بھی کرتے ہیں"يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ" آخر قول تو کلام ہی ہے ناتو اللہ تعالیٰ کلام فرماتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔

8۔سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور انہوں نے دیکھیں کہ اس حدیث کے معنی کو متعین کر دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں ہنسے تاکہ کسی کو غلط فہمی نہ ہو"تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الْحَبْرِ" اور یہ طریقہ ہے علماء کا کہ جب جہاں پر کوئی ڈاؤٹ(doubt)ہوتا ہے شبہ ہوتا ہے فوراً اس کا ازالہ کر دیتے ہیں۔

صحیح مسلم کی روایت میں شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:

"عن ابن عمر مرفوعاً"، مرفوع کا کیا معنی ہے؟ مرفوعاً، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اس روایت کو رفع یعنی اونچا کر کے پہنچا دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف۔اس کی ضد کون سی ہے؟ موقوف یعنی صحابی پر موقوف،اور مقطوع کہ صحابی کے علاوہ کسی اور کی طرف اگر کسی اور کا قول ہو۔

"مرفوعاً: يَطْوِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ السَّمَاوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"(اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹے گا قیامت کے دن)"ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنَى"(پھر اپنے دائیں ہاتھ میں آسمانوں کو اٹھائے گا)"ثُمَّ يَقُولُ"(پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا)" أَنَا الْمَلِكُ" (میں بادشاہ ہوں میں ملک ہوں)"أَيْنَ الْجَبَّارُونَ"(کہاں ہیں جبر کرنے والے جبار لوگ کہاں ہیں)"أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ"(کہاں ہیں تکبر کرنے والے لوگ)"ثُمَّ يَطْوِي الْأَرَضِينَ السبع ثم يَأْخُذُهُنَّ بِشِمَالِهِ"(پھر سات زمینوں کو اللہ تعالیٰ لپیٹے گا اور اپنے بائیں ہاتھ میں لے لے گا)"ثُمَّ يَقُولُ"(پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا)"أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟" (میں بادشاہ ہوں میں ملک ہوں کہاں ہیں جبار جبر کرنے والے، کہاں ہیں تکبر کرنے والے؟)۔

یہ روایت صحیح مسلم کی روایت ہے اور اس میں بھی وہی معنی ہے جو اس حدیث میں ہے لیکن دو چیزیں زیادہ ہیں اس میں ایک یہ ہے کہ زمینوں کو بھی لپیٹے گا اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ جہاں پر یہ فرمائے گا"أَنَا الْمَلِكُ" میں بادشاہ ہوں، یہ بھی

فرمائے گا'' أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟'' کہاں ہیں جبر کرنے والے، کہاں ہیں تکبر کرنے والے؟ یہ معنی دوسری روایت میں نہیں ہے، اور جو ایک ایکسٹرا معنی اس حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بایاں ہاتھ۔

اللہ تعالیٰ کے کتنے ہاتھ ہیں؟ دو ہاتھ ہیں اور دونوں ہی دائیں ہاتھ ہیں الیمین، اس روایت میں شِمال کا ذکر ہے تو یہ تضاد ہے کہ نہیں؟

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت کے بارے میں جو صحیح مسلم میں ہے کہ شِمال کے ذکر میں روایت میں عمر بن حمزۃ منفرد ہیں اکیلے ہیں انہوں نے ذکر کیا ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس روایت کو امام نافع اور عبید اللہ بن مقسم رحمہا اللہ سے بھی روایت کیا ہے لیکن اس میں شمال کا لفظ نہیں ہے۔

اور صحیح مسلم میں دوسری روایت میں جو سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ ''إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عند الله، على مَنَابِرَ من نُورٍ عن يَمِينِ الرَّحْمنِ، وكلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ'' یہ روایت ہے کہ دونوں ہاتھ یمین (داہنے) ہیں، یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔

تو ان دونوں میں جمع کیسے کیا جائے گا؟

کہ یہاں پر ایک روای جب منفرد ہو جاتا ہے تو روایت شاذ ہو جاتی ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ روایت شاذ ہے۔

دوسری بات یہ ہے اگر اس کو صحیح بھی سمجھا جائے تو یہاں پر شِمال کا معنی دوسرا ہاتھ، شِمال کا معنی متعین نہیں کیا رائٹ یا لیفٹ، یا دایاں یا بایاں۔ آپ کہتے ہیں نا کہ دایاں ہاتھ اور دوسرا ہاتھ، اور اس کی ضد میں بعض لوگ دوسرا نہیں استعمال کرتے بلکہ کہتے ہیں شِمال۔ دیکھیں ایک ہاتھ دوسرا ہاتھ، یمین اور دوسرا کیا ہونا چاہیے؟ شِمال ہونا چاہیے، ٹھیک ہے نا۔

تو بعض اوقات لفظ کے اعتبار سے کہا جاتا ہے حقیقتاً وہ نہیں ہوتا، یہاں پر دوسرا ہاتھ ہونا چاہیے تھا لیکن جو قول امام بیہقی رحمہ اللہ کا ہے وہ قول بہتر ہے کہ یہاں پر ایک راوی جب منفرد ہو جائے اور اس سے جو زیادہ ثقات راوی ہیں ان کی مخالفت کرے تو یہ روایت شاذ ہو جاتی ہے اور شاذ روایات ضعیف روایات ہوتی ہیں جن کی سند صحیح ہوتی ہے لیکن متَن کے اندر کوئی مسئلہ ہوتا ہے اس کی وجہ سے روایت شاذ ہو جاتی ہے کہ کوئی ثقہ اپنے سے بڑھ کر ثقات کی مخالفت کرے۔

اس حدیث میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ کا ثبوت جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔

2۔اللہ تعالیٰ کے صفت کلام کا ثبوت جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔

3۔اللہ تعالیٰ کا نام الملک کا ثبوت جس میں صفت ملک شامل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔

4۔اس بات کا ثبوت کے زمینیں بھی سات ہیں۔

5۔ تکبر اور جبر حرام ہیں اکبر الکبائر ہیں کبیرہ گناہوں میں سے ہیں۔

6۔اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بیان اللہ تعالیٰ کی عظمت کا ثبوت۔

آگے شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وروي عن ابن عباس رضي الله عنه قال: ما السماوات السبع والأرضون السبع في كف الرحمن إلا كخردلة في يد أحدكم"

(کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی مٹھی میں ایسے ہیں جیسا کہ ایک رائی کا دانہ آپ لوگوں کے کسی شخص کے ہاتھ میں ہو)۔

رائی کا دانہ دیکھا ہے کتنا بڑا ہوتا ہے سات زمینیں اور سات آسمان اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں قیامت کے دن ایسے ہی ہوں گے۔اور یہاں پر اللہ تعالیٰ کی صفت الکف کا ثبوت بھی ہے ہاتھ اور کف کیونکہ جب ہم ہاتھ کہتے ہیں تو ضروری نہیں ہے کہ ہاتھ کا یہ حصہ بھی یہ حصہ بھی ہو ہاتھ ہے کیسا ہے اللہ أعلم۔اب جو چیز ثابت ہے روایت میں ملتی ہے اس کا ثبوت ہے اس کا اقرار ہے جو نہیں ملتا جو لفظ نہیں ہے اس کو ہم ثابت نہیں کر سکتے۔

آگے شیخ صاحب رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وقال ابن جرير"(ابن جریر الطبری رحمۃاللہ علیہ)"حدثني يونس، أخبرنا ابن وهب، قال: قال ابن زيد: حدثني أبي،قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم"(نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں)"مَا السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ فِي الْكُرْسِيِّ إِلَّا كَدَرَاهِمَ سَبْعَةٍ أُلْقِيَتْ فِي تُرْسٍ" (کہ سات آسمان کرسی کے سامنے ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کرسی ہے"إِلَّا كَدَرَاهِمَ سَبْعَةٍ"اِلا یہ کہ جیسا کہ سات درہم ہوں"أُلْقِيَتْ فِي تُرْسٍ"ایک ڈھال کے اوپر)۔

ڈھال دیکھی ہے کتنی بڑی ہوتی ہے جسے جنگ میں بچاؤ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اس ڈھال کے اندر آپ سات درہم رکھ لیں،درہم (coin) اتنا بڑا ہوتا ہے یا یہ کف جو ہے نا یہ اس کو اگر یوں کر لیں آپ یہ جو ڈپریشن ہے جو اس انگوٹھے کے اندر اسے کہتے ہیں یہ درہم اتنا بڑا ہوتا ہے۔سات درہم پھینک دیں آپ ساتوں آسمان ایسے ہیں اس ڈھال کے اوپر

جیسا کہ سات آسمان اللہ تعالیٰ کی کرسی کے سامنے جو تناسب ہے ایسا ہی ہے، تو اللہ تعالیٰ کی کرسی کتنی عظیم ہے، پھر اللہ تعالیٰ کا عرش کتنا عظیم ہو گا اور پھر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی کیا عظمت ہو گی۔

"وقال أبو ذر رضي الله عنه" (اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) "سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم" (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا) "يقول: مَا الْكُرْسِيُّ فِي الْعَرْشِ" (کہ کرسی، اب کرسی اور عرش کا کیا تناسب ہے)۔

یہ تو سات آسمان اور کرسی تھی کرسی کیا ہے؟ علماء فرماتے ہیں "موضع قدمي الربّ سبحانه وتعالى" اللہ تعالیٰ کے قدموں کی جگہ جہاں پر اللہ تعالیٰ کے قدم مبارک ہوتے ہیں، اب کیسی ہے اللہ أعلم۔ دیکھیں کتنی عظیم ہے یہ تو دیکھیں نا!

آیت الکرسی کو آیت الکرسی کیوں کہا جاتا ہے؟ یہی کرسی ہے جس کا ذکر اس آیت الکرسی میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کرسی جو ہے اور اللہ تعالیٰ کا عرش ان دونوں میں کیا تناسب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "مَا الْكُرْسِيُّ فِي الْعَرْشِ إِلَّا كَحَلْقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ أُلْقِيَتْ بَيْنَ ظَهْرَيْ فَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ" (کہ اللہ تعالیٰ کی کرسی جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سامنے ایسے ہے جیسا کہ ایک صحرا کے اوپر ایک لوہے کا کڑا یا چھلا آپ اس میں رکھ دیں)۔ سبحان اللہ

یہ تناسب دیکھیں آپ کہ کرسی جو ہے عرش کے سامنے ایسے ہے جیسا کہ ایک صحرا ہے ایک میدان ہے بڑا اس میدان کے اوپر آپ ایک چھلا رکھتے ہیں لوہے کا "كَحَلْقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ"۔ اسے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور امام الذہبی نے العلو میں روایت کیا ہے اور علامہ البانی رحمہا اللہ نے فرمایا کہ صحیح سند ہے اس کی۔

ان روایات میں ہمیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر دیتے ہیں کہ سات آسمان کی عظمت تو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں ہم جانتے ہیں کہ کیا عظمت ہے۔ یہ السماء الدنیا ہے جہاں پر تارے چمکتے ہیں یہ سورج نظر آتا ہے یہ السماء الدنیا ہے ایک حصہ ہے، السماء الدنیا کا اینڈ (end) کہاں پر ہے ہم نہیں جانتے۔ پھر دوسرا آسمان، تیسرا، ساتویں آسمان تک، پھر ساتویں آسمان کے اوپر پھر کرسی ہے پھر عرش ہے پھر اللہ تعالیٰ ہے، سبحان اللہ۔

تو جو ہم دیکھتے ہیں اس کا ایک حصہ دیکھتے ہیں آسمان کا ساتوں آسمان کرسی کے سامنے کیا ہیں، اور کرسی عرش کے سامنے کیا ہے پھر عرش کی کیا حیثیت ہے اللہ تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے، اور اس مخلوق کی کیا حیثیت ہے! میری اس مسکین انسان فقیر انسان کی کیا حیثیت ہے؟! اتنی بڑی زمین ہم دیکھتے ہیں پریشان ہو جاتے ہیں تھوڑا زلزلہ آتا ہے ہمارے دل

سینے سے نکلنے کو آتے ہیں ڈر اور خوف کی حالت کی وجہ سے اور پھر یہ زمین ، پھر یہ آسمان، اور پھر یہ سات آسمان، پھر کرسی، پھر عرش، پھر اس عرش سے اوپر ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ۔

یہ تناسب ہمیں اس لیے بیان کیا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کرسی کا تناسب کیا ہے اور عرش کا تناسب تاکہ ہمارے دل کے اندر اللہ تعالیٰ کی عظمت، اللہ تعالیٰ کی معرفت اللہ تعالیٰ کا ڈر بیٹھ جائے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی قدر ایسے کریں جیساکہ قدر کرنے کا حق ہے۔

اس حدیث میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔اللہ تعالیٰ کی کرسی اور عرش اور ثبوت جیساکہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔

اب کرسی تو بیان کی گئی کیسی ہے ہم نہیں جانتے، عرش بھی ہے اب عرش کی کیا تفصیل ہے اللہ أعلم کیسا ہے۔

2۔کرسی اور عرش مخلوق ہیں اور مخلوق کی جسامت ہوتی ہے یاد رکھیں، کرسی اور عرش مخلوق ہیں اور ان کا جسم بھی ہے جیسا بھی ہے اللہ أعلم کیسا ہے۔

3۔مثالوں سے بات کو آسان کرنا شریعت اسلامی کا ایک طریقہ ہے، شریعت اسلامی میں مثال دے کر بات کو بیان کرنا شریعت کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے۔

4۔اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بیان۔

5۔اللہ تعالیٰ کی قدر کرنا فرض ہے، اللہ تعالیٰ کے حق کی قدر کرنا فرض ہے۔

آگے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وعن عبد الله بن مسعود قال" (سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (یہ أثر ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا)) "بين السماء الدنيا والتي تليها خمسمائة عام" (دنیا کا آسمان اور جو آسمان اس سے اوپر ہے دوسرا آسمان ان کا بیچ کا جو فاصلہ ہے پانچ سو سال کا ہے) "وبين كل سماء خمسمائة عام" (ہر آسمان دوسرے آسمان تک کا جو بیچ میں فاصلہ ہے پانچ سو سال کا فاصلہ ہے) "وبين السماء السابعة والكرسي خمسمائة عام" (ساتواں آسمان کرسی کا جو فاصلہ ہے پانچ سو سال کا ہے) "وبين الكرسي والماء خمسمائة عام" (اور کرسی اور پانی کا جو فاصلہ ہے پانچ سو سال کا فاصلہ ہے) "والعرش فوق الماء" (اور عرش اللہ تعالیٰ کا پانی سے اوپر ہے)۔یعنی کرسی ہے، پھر پانی ہے، پھر عرش ہے۔"والله فوق العرش" (اور اللہ تعالیٰ عرش سے اوپر ہے) "لا يخفى عليه شيء من أعمالكم" (کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے جو عمل تم کرتے

ہو)۔اسے "ابن مهدي عن حماد بن سلمه عن عاصم عن زرعن عبدالله" نے روایت کیا ہے "ورواه بنحوه عن المسعودي عن عاصم، عن أبي وائل،عن عبد الله. قاله الحافظ الذهبي رحمه الله تعالى، قال: وله طرق" اس کی بہت ساری طرق ہیں اور ابن خزیمہ نے کتاب التوحید میں اور امام الذہبی نے العلو میں اور البیہقی نے اسماء والصفات میں اور ابن القیم رحمہا اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ یہ صحیح روایت ہے یہ اُثر جو ہے صحیح ہے۔

اس اُثر میں جو اہم پیغام ہیں:

1۔کہ جو مسافت ایک آسمان سے دوسرے آسمان کے بیچ میں ہے وہ پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

آپ دیکھیں یہ کتنی بڑی ہے اور سات سے اس کو ضرب دے دیں اور دیکھیں کہ یہ پھر عرش ہے پھر اللہ تعالیٰ اس سے اوپر ہے واللہ یعنی دل دھڑکتا ہے عجیب سی ایک کیفیت محسوس ہوتی ہے!

2۔اللہ تعالیٰ کی کرسی، عرش اور پانی جو کرسی اور عرش کے بیچ میں ہے اس کا ثبوت۔

3۔اللہ تعالیٰ کی صفت العلو کہ اللہ تعالیٰ بلندی پر ہے اس کو ثابت کرنا۔

4۔اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بیان۔

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آخر میں ایک حدیث بیان کی ہے:

"وعن العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم" (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں) "هَلْ تَدْرُونَ كَمْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ؟" (کیا تم جانتے ہو آسمان اور زمین کے بیچ میں کتنا ہے؟ (یعنی کتنا فاصلہ ہے)) "قُلْنَا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ" (ہم نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں) "قَالَ: بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ" (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان دونوں کے بیچ میں پانچ سو سال کی مسافت ہے) "وَمِنْ كُلِّ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ" (ہر آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو سال کی مسافت ہے) "وَكِثَفُ كُلِّ سَمَاءٍ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ" (اور ایک آسمان کی جو thickness ہے ("كِثَفُ" یعنی thickness چوڑائی ہے) وہ پانچ سو سال کی مسافت ہے) "وَبَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْعَرْشِ" (اور ساتویں آسمان کے بعد عرش) "بَحْرٌ" (ایک سمندر ہے) "بَيْنَ أَسْفَلِهِ وَأَعْلاهُ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ" (جس کی گہرائی اور اونچائی میں جو فاصلہ ہے وہ ایسا ہے کہ جیسا کہ زمین اور آسمان کے بیچ میں ہے) "وَاللهُ سُبحَانَهُ وَتَعَالَى فَوْقَ ذَلِكَ" (اللہ تعالیٰ اس سے بھی اوپر ہے) "وَلَيْسَ يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ أَعْمَالِ بَنِي آدَمَ" (اور اللہ تعالیٰ سے کوئی بھی چیز بنی آدم میں سے مخفی نہیں ہے)۔

اسے ابوداود نے روایت کیا ہے اور یہ روایت جو ہے علامہ البانی رحمہا اللہ فرماتے ہیں یہ روایت ضعیف ہے سند کے اعتبار سے ضعیف ہے لیکن جو اُثر ہے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا وہ صحیح اُثر ہے اور زمین اور آسمان کی جو thickness ہے وہ اس اُثر سے ثابت ہوئی، اللہ اعلم۔

اللہ تعالی سے دعا ہے ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے، قرآن اور سنت پر چلنے کی سلف صالحین کے روشن منہج کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اللہ تعالی کے فضل و کرم سے ہم نے کتاب التوحید کی شرح مکمل کرلی ہے، یہ اللہ تعالی کا سب سے بڑا انعام اور احسان ہے ہمارے اوپر کہ اللہ تعالی نے ہمیں توفیق دی ہے کہ ہم اس عظیم کتاب کی شرح کریں اور آپ لوگوں کو توفیق دی ہے کہ آپ لوگ آئے اور آپ لوگوں نے اس شرح کو سنا ہے۔

میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی ہمیں جیسا کہ جو ہم نے پڑھا ہے اور سمجھا ہے اللہ تعالی ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے لیے علم اور اپنی رحمت کے دروازے کھول دے ہم اسی طریقے سے علم نافع حاصل کرتے رہیں اور اس پر عمل بھی کرتے رہیں، اگر اس میں کوئی لغزش ہوئی ہو کوئی غلطی ہوئی ہو تو میری طرف سے ہے اور اُس سے اللہ تعالی سے توبہ بھی کرتا ہوں اور حاضرین و سامعین سے معافی بھی چاہتا ہوں اور اگر اس میں میں نے کوئی اچھی بات کی ہو تو محض اللہ تعالی کا فضل و کرم ہے اللہ تعالی مجھے اور حاضرین و سامعین کو خیر کی طرف اور اچھائی کی راغب کردے، ہمارے دل کے اندر طلب علم کے حرص کو جگادے، آمین۔

وَآخِرُ دَعوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجمَعِين

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (107.کتاب التوحید) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کردیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہوجائیں۔

mp3 Audio